مغربی افریقہ میں مرزائیوں کی خفیہ تبلیغی سرگرمیاں اور ہماری ذمہ داری

محمد کاشف (ملتان)

جون ۲۰۰۸ء میں بتوفیق الٰہی مغربی افریقہ کے دوممالک نائیجیریا اور بینن (Banen) کے تبلیغی سفر کا موقع ملا۔ ان دونوں ممالک میں مسلمانوں کا تناسب ۷۰ فیصد ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں۔ دو ماہ نائیجیریا اور ایک ماہ بینن میں کام کیا۔ ان ممالک میں مرزائیوں کے خفیہ تبلیغی سرگرمیاں دیکھ کر دل بہت متفکر ہوا۔ نائیجیریا رقبہ کے لحاظ سے پاکستان سے کافی بڑا ملک ہے۔ ۷۰ فیصد مسلمان ہیں اور باقی عیسائی اور بت پرست ہیں۔ یہاں کی حکومت پر بھی تقریباً عیسائیوں کا قبضہ ہے۔ عیسائی مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ۲۰، ۲۵ سال پہلے عیسائی مسلمانوں پر جھاگ کی طرح غالب آ گئے اور مسلمان عیسائیوں کے ہاتھوں مغلوب ہو گئے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے لیے اپنا تشخص بچانا مشکل ہو گیا۔ اس موقع پر عیسائیوں کی سرپرستی میں اسلامی تحریک کے عنوان پر ایک تحریک پورے ملک میں اٹھی کہ مسلمان کیسے اپنا دینی تشخص بچائیں۔ چند ہی دن میں یہ تحریک خوب زور پکڑ گئی۔ اس تحریک کے روح رواں قادیانی تھے۔ یہاں کے مسلمانوں کی قسمت اچھی تھی کہ وہاں کے علماء کو بروقت اس کا ادراک ہو گیا۔ علماء کی پر جوش مخالفت کی وجہ سے یہ تحریک دب گئی۔ لیکن قادیانیوں کی اپنی خفیہ تبلیغی سرگرمیاں بدستور جاری رہیں۔ بعض بعض شہروں میں اور زیادہ دیہاتوں میں سادہ لوح مسلمانوں پر اپنے زہریلے اثرات ڈالنے اور بعض جگہ اپنے مراکز بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

افسوس، صد افسوس، مرزائیت کا حقیقی تعارف یہاں کے علماء کو بھی بہت کم ہے۔ اکثر مسلمان ان کو کافر بھی نہیں سمجھتے۔ البتہ ایک عجیب وغریب فرقہ ضرور سمجھتے تھے۔ ۱۰، ۲۰ سالوں سے تبلیغ کے کام نے نائیجیریا میں اپنی جڑیں خوب مضبوط کی ہیں۔ جس سے قادیانیت کی سرگرمیوں پر بھی کاری ضرب پڑی ہے۔ البتہ قادیانیوں کے خلاف لٹریچر یہاں نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے مسلمان ان سے اپنا دفاع کرنے پر پوری طرح قادر نہیں ہیں۔

بینن کی صورتحال:

بینن، نائیجیریا کا پڑوسی ملک ہے۔ بینن چھوٹا سا غریب ملک ہے۔ یہاں کے لوگوں کے ذہن سادہ کاغذ کی طرح ہیں۔ نائیجیریا میں زیادہ وقت جنوب میں اور بڑے شہروں میں گزرا تھا۔ لہٰذا بینن میں ہم نے شمال کی طرف جانے کو زیادہ ترجیح دی۔ شمالی حصہ تقریباً سارے کا سارا بہت بڑے گھنے جنگل پر مشتمل ہے۔ یہاں کی ۹۰ فیصد آبادی مسلمان ہے اور ۱۰ فیصد عیسائی ہیں۔ ان جنگلی مسلمانوں کی محبت اور شوقِ ملاقات میں ہم نے ۹۰۰ کلومیٹر کا بائی روڈ سفر کیا۔ آخری ۱۰۰ کلومیٹر گھنے جنگل کا بیچوں بیچ سفر تھا۔ سفر کے اختتام پر ہم ایسے شہر میں پہنچے جہاں آج تک مسلمانوں کا کوئی اندرونی یا بیرونی وفد یا جماعت نہیں پہنچی۔ اس شہر کا نام سیگبونا (Segbona) تھا۔ ساڑھے چار ہزار کی آبادی تھی۔ ۹۰ فیصد مسلمان تھے۔ یہ شہر گھنے جنگل کے درمیان آباد تھا۔ افسوس، صد افسوس، اس شہر میں بھی دو سال پہلے قادیانیوں کی ایک تبلیغی جماعت پہنچ چکی تھی۔ اور اس شہر کے بعض نزدیکی دیہاتوں پر اپنے زہریلے اثرات ڈال چکی تھی۔ شہر کے مسلمان فی الحال ان کے فتنہ کی لپیٹ میں آنے سے بچے ہوئے تھے۔ اس شہر میں چند علماء تھے جن کو قادیانیت کے بارے میں برائے نام کچھ معلومات تھیں۔ یہاں کے دیندار اور سمجھدار مسلمان قادیانیوں سے بہت خوف زدہ تھے۔ حتیٰ کہ ابتداء میں ہمیں بھی انھوں نے قادیانی سمجھا کیونکہ مسلمانوں کی تبلیغی جماعت یہاں کبھی نہیں آئی تھی۔ خیر تھوڑی سی محنت کے بعد ہم اپنا صحیح تعارف کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر کیا تھا ایک دن کے اندر ایک ہزار مسلمان ہمارے استقبال وملاقات کے لیے آئے۔ ایک ہفتہ کے قیام کے دوران ۱۵۰ آدمی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ۳ دن کے لیے نکلے۔ عوام سے خوب دینی مذاکرے ہوئے۔ لوگوں میں دینی بیداری آئی۔ یہاں غربت حد سے زیادہ ہے۔ نہایت سادہ لوح مسلمان ہیں۔ حق یا باطل والوں میں سے جو بھی ان کے پاس سب سے پہلے پہنچ جائے، ان کی انگلی پکڑ کر ان کے ساتھ ہیں۔ اگلے شہروں میں بھی ہمارے استقبال کی یہی فضا رہی۔ لیکن اکثر شہروں میں قادیانی مسلمان کا لیبل لگا کر پیسہ کی بنیاد پر خفیہ تبلیغ میں مصروف ہیں۔ ان دور دراز کے علاقوں کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ بچانے کی اشد ضرورت ہے۔ الحمد للہ ہمارے اس سفر میں ۱۴۰ افراد کا دوبارہ اسلام کی طرف رجوع ہوا۔ علماء سے اس موضوع پر بھی خوب مذاکرے ہوئے۔ یہاں بھی علماء کے پاس اس موضوع پر لٹریچر نہ ہونے کے برابر ہے۔ علماء بہت طلب کے ساتھ ہم سے سوالات پوچھتے تھے۔ ان کی سادہ ذہنی اور طلب شدید کے باوجود حقیقی رہنمائی اور لٹریچر مہیا نہ ہونے پر دل بہت کڑھتا تھا۔ اس موقع پر اہل علم وارباب فکر کی خدمت میں دو گزارشات کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ (۱) قادیانیت کے خلاف پاک وہند کے علماء کی محنت وقربانیوں کو تا قیامت کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے عظیم ترین فتنہ کے خلاف جیسے جیسے جبال العلم اور روحانی شخصیات سے کام لیا۔ ان کے نام محتاجِ تعارف نہیں۔ لیکن اس فتنہ کے خلاف ان حضرات کے اتنے گرانقدر علمی سرمایہ کا اکثر حصہ اردو زبان میں ہے۔ جس کی وجہ سے یہ علمی سرمایہ تا حال حقیقی معنوں میں اس فتنہ کے خلاف عالمگیر تریاق کی حیثیت اختیار نہیں کر سکا۔ لہٰذا اگر اہل علم وارباب فکر حضرات اس کی فکر فرمائیں اور علماء اور انگریزی تعلیم یافتہ، اہل افراد کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس تمام علمی سرمایہ کو عربی اور انگریزی میں ترجمہ کر کے انٹرنیٹ پر ختم نبوت کے نام پر ایک مستقل ویب سائٹ قائم کر کے یہ سب لٹریچر انٹرنیٹ پر بھی منتقل کر دیں تو ہر ملک کے علماء

وعوام تک نہایت کم سرمایہ خرچ کر کے یہ لٹریچر پہنچایا جاسکتا ہے۔

فرب مبلغ اوعیٰ لہ' من سامع (الحدیث)

(۲) حدیث مبارکہ ہے **لیس الخبر کالمعانیۃ** ۔نیز مسلمانوں کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ افریقی جنگلات جیسے دور دراز اور بے آباد علاقوں میں بسا ہوا ہے اور ایسے علاقوں میں وافر ذرائع ابلاغ اور جدید سہولیات بھی دستیاب نہیں ہیں۔ یہ مسلمان نہایت سادہ لوح اور بھولے ہیں۔علماء اور دینی مسائل سے محرومی کی وجہ سے اہل باطل کے لیے ان کو قائل وگھائل کرنا بہت آسان ہے۔اہل باطل بھی اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں۔اسی وجہ سے ان علاقوں پر اہل باطل کی خصوصی تبلیغی یلغار جاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ بہت بہت جزائے خیر عطاء فرمائیں۔تبلیغی حضرات اس قسم کے علاقوں کی بہت فکر فرمارہے ہیں اور بیرون ممالک بھیجی جانے والی جماعتوں کی اوّلین ترجیح ہر ملک کے اس قسم کے علاقے ہی ہیں اور ایسے علاقوں کے مسلمانوں کی دینی بیداری کے لیے مسلسل جماعتوں کا جال بچھایا جارہا ہے۔اللہ تعالیٰ کے راستے میں تھوڑا بہت وقت لگا لینے والا مسلمان کم از کم ایمانی حملوں سے دفاع پر قادر ہوجاتا ہے اور اس کے گھر میں ایک دو عالم حافظ پیدا ہونے کا راستہ کھل جاتا ہے۔لیکن بیرون ممالک میں کام کی جتنی ضرورت ہے۔اس کے لحاظ سے ابھی محنت کرنے والوں کی بہت کمی ہے۔لہٰذا اگر علمائے کرام اجتماعی وانفرادی بیانات،عمومی ونجی مجالس میں عوام کو اس موضوع پر بھی تھوڑی سی ترغیب دے دیا کریں تو وہ علاقے بھی ان شاءاللہ ہمارے قابو میں آجائیں گے۔جہاں ذرائع ابلاغ نہیں پہنچ سکتے اور وہاں کے مسلمان نہایت تنگ دست اور دینی وایمانی بیداری ورہنمائی کے سخت محتاج ہیں اور وہ مسلمان **نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِیَّةٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ** (الحدیث) کے مصداق تقریباً ۹۸ فیصد ان پڑھ ہیں جو علمی سرمایہ سے استفادہ پر بھی قادر نہیں اور اگر بیرون ممالک جانے والی ہر جماعت کے ساتھ ایک عالم بھی ہو تو ان دور دراز علاقوں کے علماء کی بھی ان تمام پہلوؤں کی طرف خصوصی توجہ دلائی جاسکتی ہے اور ان کو مستقل طور پر عوام کی دینی اور فکری تعلیم وتربیت کی طرف متوجہ کیا جاسکتا ہے اور اس طرح باطل کے اس تابوت میں آخری کیل ٹھونکی جاسکتی ہے۔